ڈاکٹر حاکم علی برڑو
اسسٹنٹ پروفیسر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

روحل فقیر کے کلام کا فنی و فکری مطالعہ

Dr. Hakim Ali Buriro
Assistant Professor, Allama Iqbal Open University, Islamabad.

Artistic and Intellectual Study of the WordsRohil Faqeer

Rohil Faqeer is a mystic poet of Sindh. His poetry tries to unveil the different aspect of Divine love. He conveyed the message of Allah and he expresses his feelings during spiritual experiences. He reeks the consent of Allah in all the matters of life. His poetry present an atmosphere of consciousness that the riders find themselves bound to think about the creation of man and universe, to ponder our duties of man which Allah Almighty has bestowed upon man. In this research article an attempt has been made by the researcher to point out the creative qualities of the Sufi personality of Rohil Faqeer.

Key Words: *Urdu Novelist, Colonization, Bengal, Feminine Characters.*

آپ کا اصل نام روح اللہ تھا مگر اپنے صوفیانہ کلام و شخصیت اور تخلص کی وجہ سے عوام الناس میں روحل فقیر کے نام سے مشہور تھے اور یہی نام آپ کی پہچان بن گیا جو آج تک جاری و ساری ہے آپ کے دستیاب مختصر سوانح حیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے آباؤاجداد ساہیوال (پنجاب) کے ایک گاؤں "لونگریہ" کے رہنے والے تھے آپ کے والد شاہو فقیر نے کسی وجہ سے کلہوڑوں کے دور میں یہاں سے ہجرت کر کے پہلے تھر پارکر (سندھ)" جبکہ ڈاکٹر نواز علی شوق نے اپنی کتاب "کنڈڑیءِ جو کلتار روحل فقیر" میں عمرکوٹ لکھاہے" میں قیام فرمایا اور بعد میں روہڑی (سندھ) کے قریب ویران علاقے میں آبسے۔ جہاں پر ایک چھوٹی سی بستی آباد ہو گئی ہے جو بعد میں "کنڈڑی" کے نام سے مشہور ہو گئی۔

صوفی روحل فقیر کی تاریخ پیدائش نیاز ہمایونی نے اپنی کتاب "آءُ کانگا کر گالھ" میں ۱۷۳۴ء اور لطف اللہ بدوی نے اپنی کتاب "کنڈڑی وارن جو کلام" میں "۱۷۳۳ء یا ۱۷۳۴ء" درج کی ہے۔

آپ کی جائے پیدائش سے متعلق ڈاکٹر نواز علی شوق لکھتے ہیں "روحل فقیر کی پیدائش تھرپارکر میں عمرکوٹ کے نزدیک چھوٹے سے گاؤں روحل واہ میں ہوئی اور یہ علاقہ راجھستان کی سرحد کے قریب ہے"۔

"روحل فقیر عالم و فاضل آدمی تھے وہ سندھی اور سرائیکی کے علاوہ ہندی (اردو) میں بھی غیر معمولی قدرت کلام رکھتے تھے"۔ (۱)

فقیر شاہو خان کے اس لائق و فائق بیٹے نے بچپن میں عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے کلام کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو سندھی زبان کے علاوہ عربی، فارسی، ہندی اور سرائیکی زبانوں پر بھی دسترس حاصل تھی۔" آپ اور آپ کے خاندان کو زنگیجو کہا جاتا تھا جس کا اظہار آپ نے اپنی شاعری میں بھی کیا ہے۔

لوکی اِکھیسی روحل بولیندا
کوئی اکھیسی ذات زنگیجا
نہیں روحل نہیں ذات زنگیجا
ایکوں سرالاھی ہے

آپ نے جودھپور کے راجہ بجیہ سنگھ کی تصوف شناسی کے لیے ایک ہندی تصنیف "آگم وارتا" لکھی(کیونکہ جودھپور کی سیر و سیاحت کے دوران راجہ کے ساتھ آپ کی اچھی خاصی پہچان بن گئی تھی) جس کا کلام سوالاً جواباً تھا۔ راجہ کے ایک درباری پنڈت ایسر سنگھ نے راجہ کے سامنے فقیر صاحب سے کئی سوالات پوچھے۔ روحل فقیر ان کا جواب دیتے رہے"۔ (۲)

آپ کے والد شاہو فقیر نے میاں یار محمد کلہوڑہ کے پاس ملازمت اختیار کرلی اس لیے آپ نے بھی اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد راجہ لیکھی کی مدد سے غلام شاہ کلھوڑہ کے ہاں نوکری کرلی۔ آپ اپنی محنت و لیاقت کے بل بوتے پر ترقی کرتے کرتے توشہ خانے کے ناظم کے عہدے تک جا پہنچے۔ آپ نے بادشاہوں کے مزاج اور سیاست کو کافی قریب سے دیکھا۔ حکمرانوں کی خود غرضی، بے گناہوں کو قتل کرنے اور محلاتی سازشوں سے آپ کے دل میں سے دنیا کی محبت، عظمت و ہیبت ختم ہو کر رہ گئی، اس لیے آپ نے ملازمت چھوڑ دی کیوں کہ آپ حساس، نرم دل اور حق گو انسان تھے اسی طرح پھر آپ نے فقیری اختیار کرلی اور شاہ عزت اللہ کے مرید ہو گئے (ایک روایت کے مطابق روحل فقیر نے جھوک میراں پور میں شاہ عنایت شہید کے مزار پر چلہ کاٹا جب چلے سے فارغ ہوئے تو درگاہ کے اندر سے آواز آئی کہ شاہ عزت اللہ بن شاہ عنایت کے مریدین میں شامل ہو جاؤ) کافی خدمت اور ریاضت کے بعد آپ اپنے مرشد کی منشاء و مرضی اور ان کا قرب حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے مرشد کے حکم سے وہ علاقہ چھوڑ کر چلے گئے اور خیر پور کے والی میر سہراب خان نے

آپ کو جاگیر عطا کی۔ اسی طرح ایک دوسری روایت کے مطابق آپ کو مخلص دوست اور اچھے رہبر تھرپار کر کے ڈوگر سی مھراج کی رفاقت بھی نصیب ہوئی۔

روحل صاحب کے ہمعصر حکمرانوں میں میاں غلام شاہ کلہوڑو، میاں سرفراز اور میاں غلام نبی ہو گزرے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی زندگی میں تالپور عہد کے ابتدائی ۲۱سال بھی گزرے ہیں اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ آپ کلہوڑہ اور تالپور عہد کے شاعر تھے۔

کلہوڑہ حکمرانوں میں میاں غلام شاہ شریف النفس اور سمجھدار حکمران تھے جبکہ میاں سرفراز کلہوڑہ (غلام شاہ کلہوڑہ کا بیٹا جو آپکی وفات کے بعد حکمران بنا) خود غرض، الہڑ مزاج اور سیاست سے ناواقف حکمران ثابت ہوا جو جلد ہی راجا لیکھی جیسے چالاق و مکار وزیر کے ہاتھوں کھلونا بن کر رہ گئے۔ میاں سرفراز نے اپنے قدیمی، وفادار، مخلص اور قابل وزیر کو راجا لیکھی کی رقابت و حسد کی بھینٹ چڑھاتے ہوئے قتل کر دیا۔ لطف اللہ بدوی لکھتے ہیں:

> "فقیر صاحب حق و صداقت سے متاثر ہوئے میر بہرام کے خلاف بننے والے منصوبوں نے آپ پر لرزہ طاری کر دیا۔ آپ کا دل رنگین دنیا سے بیزار ہو گیا۔ خالی نمود و نمائش کم ہو گئی مگر آپ کے علمی مطالعہ میں اضافہ ہوا۔ دنیا کی شان و شوکت، مال و دولت کی محبت دل سے نکل گئی ہاتھ میں استعفٰی کا کاغذ لے کر میاں سرفراز کے دربار میں پہنچے میاں صاحب نے آپ کی طبیعت میں تبدیلی اور اصلاح دیکھی۔ آپ ایک پرانے ملازم تھے آپ کی قابلیت تجربہ کاری اور دیانتداری مشہور تھی اس لیئے میاں سرفراز نے آپ کا استعفٰی قبول کرنے سے تامل اختیار کیا۔ مگر فقیر صاحب کا عزم پختہ تھا اور ان کا فیصلہ اٹل تھا۔ میاں صاحب نے آخر کار غمزدہ اور مجبور ہو کر قبول کر لیا۔"[۳]

روحل فقیر نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ سیر و سیاحت میں گزارا۔ آپ نے جونپور اور بیکانیر میں کافی سیر و سیاحت کی۔ آپ سے فیض حاصل کر کے بہت سے لوگوں نے اپنی قلبی و روحانی پیاس بجھائی اور آپ کے مریدین کی تعداد کافی زیادہ تھی۔ آپ کی زندگی کے آخری ایام میں سندھ میں کلہوڑوں کی حکومت کا خاتمہ ہو رہا تھا۔ میر فتح علی خان نے ۱۷۸۳ء میں ہالائی کی جنگ فتح کی اور سندھ کے حاکم بنے۔ اور خیر پور میر سہراب خان کو ملا۔ روحل صاحب نے باقی زندگی گوشہ نشینی میں گزاری اور یاد الٰہی میں اس طرح محو ہوئے کہ دنیا کی لگن سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

''کوٹلی میں رہائش اختیار کرنے کے بعد آپ کے مقتد مریدین آپ کو ملنے آتے جاتے رہے۔ اور یہ بات وہاں کے زمیندار کو پسند نہ آئی۔ دولت اور فقیر کا تصادم ہوا۔ آپ نے صلح کو پسند کیا اور وہاں سے نقل مکانی کی۔ آپ اپنے اہل و عیال سمیت وہاں سے نکل پڑے۔ میر سہراب نے آپ کی بڑی دلجوئی کی مگر آپ کا فیصلہ اٹل تھا۔ جب آپ کنڈری کے قریب پہنچے تو آپ کی چادر کا پلو ایک جھاڑی میں اٹک گیا تو آپ نے اسے حکم خداوندی سمجھ کر وہاں رہنے کا حکم دیا۔ جھاڑیوں کو صاف کر کے وہاں خیمے لگا دیے گئے اور ایک نئی بستی آباد ہوئی۔ اب یہ جگہ لاکھوں طالب تصوف کی زیارت گاہ بن گئی ہے ملک کے ہر حصے سے لوگ یہاں پر صبح شام آتے ہیں۔ اور روایت کے مطابق آپ ۱۸۰۴ء میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔''(۴)

روحل فقیر نے دو شادیاں کیں پہلی بیوی کے بطن سے آپ کے دو بیٹے شاہو فقیر اور غلام علی فقیر پیدا ہوئے جبکہ دوسری بیوی "جو مراد فقیر کی بہن تھی اور اس سے کوٹلی میں نکاح ہوا تھا" کے بطن سے دریاخان اور خدا بخش فقیر نے جنم لیا۔ سیاست سے الگ ہونے کے بعد آپ نے بقیہ زندگی گوشہ نشینی میں گزاری۔ عبادت و ریاضت اور یاد الٰہی میں مستغرق ہو کر دنیاداری سے کنارہ کشی اختیار کر لی تو آپ کے زہد اور صوفیانہ طرزِ زندگی کی وجہ سے لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آئے مگر حسب روایت مقامی حکمران اور زمیندار آپ کی مقبولیت کی وجہ سے آپ سے حسد کرنے لگے اور رقابت اس حد تک بڑھی کہ آپ کو ستایا جانے لگا اور آپ کی فصلوں کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔

آپ کا شمار اس دور کے بڑے صوفی شعراء میں ہوتا ہے۔ آپ کی تصانیف میں چار ہندی رسالے بھی شامل ہیں۔

روحل فقیر کی شاعری میں تصوف اور وحدت الوجود کے افکار موجود ہیں۔ آپ نے خود شناسی کے نظریے کو بھی پھیلایا۔ آپ نے جب دنیا کی بے ثباتی اور لوگوں کا دنیاوی لالچ دیکھا تو آپ کے دل و دماغ سے دنیا کی محبت ختم ہو کر بے نیازی میں تبدیل ہو گئی۔ اس طرح آپ نے وحدت الوجود کے نظریے کو پھیلایا۔

جس کا مختصر مفہوم یہ بنتا ہے کہ اللہ کے سوا کائنات میں کوئی شے موجود نہیں۔ ہر طرف اللہ کی ذات کا پرتو موجود ہے۔ کائنات کی مختلف اشیا اور انسان میں کوئی فرق نہیں۔

آپ کی شاعری عشق اللہ سے بھرپور ہے۔ آپ نے اپنی شاعری میں اللہ سے محبت اور عشق کو درجہ دیا ہے۔ عشق اور محبت حقیقی کو اپنی شاعری کے ذریعے اجاگر کیا۔

روحل فقیر نے اپنی شاعری میں انسان کو خودی اور خود شناسی کی تلقین کی۔ اسے خود شناسی کا درس دیا۔ آپ نے انسان کو انسانیت اور آدمیت کی پہچان پیدا کرنے کا درس دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ انسان اگر خود کو پہچان لے تو خدا کو پہچان لیتا ہے۔ اس طرح وحدت الوجود کی فکر اور سوچ کو اجاگر کرتے ہیں۔

آپ کی شاعری عشق حقیقی، اللہ کی ذات کا قرب حاصل کرنے کی خواہش کا محور ہے۔ آپ خودی کی پہچان کے بعد اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کو مقصدِ حیات کہتے ہیں۔ اللہ سے ملنے کی تڑپ کا اظہار کرتے ہیں اور دل کو بے قرار کرتے ہیں۔

اس زمانے کے حالات پر آشوب ہونے کی وجہ سے لوگ دکھ درد اور رنج کی کیفیت میں تھے۔ اور دنیاوی مسائل میں پھنس کر رہ گئے تھے۔ اس لیے آپ نے انھیں آخرت کی فکر اور آخروی زندگی کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی اور دنیاوی فکر کو چھوڑ کر اُخروی زندگی کی فکر میں لگا دیا۔ تاکہ وہ اس طرح سے اس مشکل دور سے بآسانی گزر جائیں۔ اور آخرت کے شوق اور نعمتوں کی وجہ سے ان میں نیکی کا جذبہ پیدا ہو اور ایک امید پیدا ہو جائے کہ اگر دنیا میں تکالیف ہیں تو آخرت میں اس کا اجر اور نعمتیں ملیں گیں۔

روحل فقیر سندھ کے پہلے شاعر ہیں جن کی شاعری میں سرائیکی کلام مستند حوالہ جات کے ساتھ موجود ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔ آپ نے سندھی کے علاوہ ہندی اور سرائیکی زبانوں میں بھی کلام لکھا ہے جو فنی و فکری لحاظ سے تقریباً سندھی کلام کے ہم پلہ ہے۔ روحل صاحب کی شاعری (سرائیکی کلام) پر سندھی کے لسانی اثرات موجود ہیں مگر پھر بھی آپ کے سرائیکی کلام کو بہت بہتر کہا جا سکتا ہے کیوں کہ زبان کی کسی قدر فصاحت کی وجہ سے آپ کے سرائیکی کلام کو کافی حد تک پڑھا اور سمجھا جا سکتا ہے۔ آپ کا کلام اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ اس دور میں سرائیکی زبان عوام الناس میں کافی مقبول تھی اور شعری ادب میں اپنا مقام بنا چکی تھی۔ علاوہ ازیں سرائیکی شاعری اس سے پہلے بھی شعری ادب میں اپنا وجود رکھتی تھی۔

سرائیکی کلام سی حرفی، کافی، بیت اور دوہڑہ پر مشتمل ہے۔ آپ اپنی شاعری میں تخلص "روحل" لکھتے تھے۔ اور کہیں روح اللہ بھی لکھا ہے۔ روحل صاحب کے کلام میں قافیہ اور ردیف اوزان کے ساتھ خوبصورت انداز

میں استعمال ہوئے ہیں۔ جو اپنے مطالب اور معنی کو بھرپور انداز میں پورا کرتے ہیں۔ کلام میں زبان کی روانی اور سادگی موجود ہے جو کہ قاری کے دل و دماغ پر اثر ڈالتی ہے۔ آپ کی سی حرفی میں سے ایک نمونہ کلام:-

"لام لنؤن لنؤن دي وچ لات لطيفي، اور نه ڪوئي ٻولي،
پريم ساگر دي چڙهدي لهدي، رهندي هر دم چولي،
رتن املوڪ مل ڳيا مينون، پر ڳئي خالي جهولي،
''روحل'' آنند هويا حاصل، پريم دي لڳ ڳئي هولي". (۵)

چونکہ آپ کو عربی اور فارسی پر دسترس حاصل تھی اور آپ دینی علم سے بھی لگاؤ رکھتے تھے اس لیے آپ کی شاعری میں آیات کریمہ کا استعمال بھی موجود ہے جو شاعری کے حسن کو اور بھی پر اثر اور خوبصورت بنا دیتا ہے۔ کافی ملاحظہ ہو:-

"ڪنبريءَ ۾ ڪلتار ڏنوسي، رانجهو رمزن وارو يار
وفي انفسكم افلا تبصرون، مخفي هي اسرار---------
رمز رندن جي ڪو ڪو پرکي، برهه جو باري بار--------
وحدت واري واٽ ونج تون، وٺي نه آڏج وار-----------
''روحل''رهجان رمز انهيءَ ۾، ٻي سڀ ڪوڙي ڪار---" (۶)

آپ کے کلام میں تمثیلی شاعری اور رمزی علامتوں کا استعمال بھی ملتا ہے۔ آپ کے دوہڑوں میں سے ایک نمونہ جو کہ پانچ مصرعوں پر مشتمل ہے۔

"اينهو رانجهو ، ايهو ماهي ، اهيو اهيو ڪاٽي
جيون پاٽي پچ ٿيوي ، پالانهي پالا اهو پاٽي
سيپ گهٹ دي وچ تو نهيں وسند لالن لامکانيی
يه رنگي گهر نامي کيلي ديک دوئي شڪ نه آٹي
روحل راه الک دا اوکا گيان عيندي گمهنت چاني" (۷)

روحل فقیر کی زندگی کا بیشتر حصہ دنیاوی زندگی کے نشیب و فراز میں گزرا، قریب سے محلاتی سازشوں، لالچ اور دنیادار لوگوں کے مکر و فریب کو دیکھا تو آپ کا دل دنیا اور دنیاداری سے اچاٹ ہو گیا۔ اسی لیے آپ نے اپنا اوڑھنا بچھونا اللہ اور رسول کی ذات کی محبت کو بنالیا اور وحدت الوجود کے نظریے کو اپنے جسم و جاں میں سمولیا۔

"جنهان رمز رباني لڳي ، سي ئي صاحب البيلے
وحدت وچ وصال تنها ندا، ڪرن نال سڄڻ هر ويلے
دوئي دا داغ لٿا تنهن دل توٴن، نت رات ڏينهان دي ميلے
''روحل'' رات هجري دي هٹي ، مليا يار سويلے" (۸)

روحل فقیر نے عشق حقیقی کو اپنے دل میں بھی جگایا اور اپنے کلام کے ذریعے مخلوق خدا کو بھی اس کا درس دیا۔

جس دنیاداری نے آپ کو بے چینی اور تکلیف کے سوا کچھ نہ دیا آپ نے اس سے منہ موڑ کر فقر کو اپنالیا اور فقر کی لذت سے دوسروں کو بھی آشنا کیا اور اس کی لذت و اہمیت کو دوسروں پر کرتے ہوئے سی حرفی میں فرماتے ہیں:

"فی فقر کنون سپ حاصل هووي، بے معنی ايه دلگيري،
دنيا أتے دين گنوائين ، كوڙي شيخي پيري،
ساڏ سڏ ا کے مايا ميڙين، ڪشف ڪرامت ميري،
"روحل" راه حقيقت هٿ كر، باقي چاڻ زهيري" (۹)

آپ نے اپنی شاعری میں جن موضوعات کو لیا ہے وہ بنیادی نوعیت کے ہیں اور ان موضوعات کا تعلق انسان دوستی، تصوف اور عشق حقیقی سے ہے۔ آخرت کی تلقین، لالچ و دنیاداری سے گریز جیسے موضوعات شامل ہیں۔ اسلام کی عالمگیریت اور حقانیت کا درس دیا۔ دنیا کے مکر و فریب سے بچنے کی تلقین کی حق اور سچ کو اپنا شیوہ بنایا اور لوگوں کو بھی اس کا درس دیا۔ اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے لوگوں کو آشنا کیا۔ ایک مسلمان کا اصل سرمایہ یہی تقوی ہے۔ جس سے ہر مسلمان کو آراستہ ہونا چاہیے۔ روحل فقیر کی زندگی کے آخری دور میں زہد و تقویٰ بہت بڑھ گیا۔ آپ نے دنیاوی تکلیفوں سے مایوس لوگوں کو اُخروی زندگی اور اس کے ثمرات کی خوشخبری سے خوش کر دیا۔ آپ کی شاعری میں وصال یار کی تڑپ نظر آتی ہے۔ آپ نے اپنے کلام میں خود کے خواب غفلت سے جاگنے اور جگانے والے کا ذکر بھی کیا۔ رمزی علامتوں کا استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق اور وصال کا درس بھی دیا۔ فنی اعتبار سے آپ کے کلام میں پانچ مصرعوں پر مشتمل دوہڑے بھی موجود ہیں جیسے:-

"بيخبري دي نيند وچون، آدستؤن پڪڙ ڪي دوست جڳايا،
وچ انڌارے ٿي روشنائي ، دلبر آڪے درس وکايا،
ذکر فکر دي جهگڙي لتي، سيج اتي چڙهه نوشه آيا،
ڏي ڳل ٻانه پيارے سُڪي ، سهج ڪنون چا انگ لڳايا،
هجر وصال ڪنون جند ڇٽي، "روحل"وچون روح الله پايا" (۱۰)

آپ نے اپنی شاعری میں حق سچ کہنے اور سننے کی بھی تلقین کی۔ مسلمان کو صرف نام نہاد مسلمان ہونے سے روکا۔

"زي　زباني كلمان پڑهدي، مول نه معني چاڻن،
جنهان كلمان دل دا پڑهيا، سيج سكان دي ماڻن،
''لا يحتاج'' گذارن هر دم، وائي اور نه واڻن،
وحدت دي وٺجاري بڻكي،''روحل'' سرسچاڻن" (۱۱)

آپؐ کی محبت بھی آپ کے ایمان کامل میں شامل تھی۔ آپؐ کی محبت و عشق بھی آپ کی زندگی کا مقصد بن گیا۔ جس کا اظہار آپ نے کچھ اس طرح سے کیا۔

"ميم موج محمدي اندر پاتم ، سارا سر الاهي،
رحمت عالم بڻ كي آيا، ڏيندا جگ گواهي،
عرشون منزل بالا تنهن دي، جت اور نه پهت راهي،
''روحل'' اشرف عالم اندر ، بيشك ميڏا ماهي " (۱۲)

آپ نے اپنی شاعری میں فقر کو بھی موضوع سخن بنایا۔ اس طرح لوگوں کو فقر کی تلقین دی تاکہ وہ سادگی سے زندگی گزاریں اور خواہشات نفسانی و دنیاوی طلب کو چھوڑ کر فقر کی زندگی گزاریں۔ صرف یہی ایک راستہ ہے جس کے ذریعے دنیاوی سکون اور اخروی کامیابی ممکن ہے۔ جس میں دنیا کی بے ثباتی کا اور دھوکے کا ذکر موجود ہے۔

آپ نے اپنے اشعار کے ذریعے لوگوں میں دین اسلام کی اہمیت اور عالمگیریت کا درس دیا اور لوگوں کو کلمہ حق کی حقیقت بتائی۔ آپ نے کلمہ طیبہ کی اہمیت اور اس کلمے کے حق و صداقت کے بارے میں بتایا۔ اس طرح سے کلمے کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی تلقین کی۔

آپ نے لوگوں کو جھوٹ، فریب اور مکاری سے بچنے کی تلقین کی۔ دنیا کو ان خرافات کی آماج گاہ کہا کہ ان سے بچ کر ہی انسان راہِ ہدایت پا سکتا ہے اور اللہ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ جس میں وہ دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

ضرورت تيكون كهڑي، بئا كوڑ كماوين
نال بران دي صحبت تيڏي ايک پيون ڳاوين
امل حياتي قدر نه ڄائين انا حق ويل وڃاوين
''روحل'' نانءُ الله دي ٻاجهون، كوئي خير نه پاوين

آپ نے خاتم المرسلین کی تعریف اور محبت میں اشعار لکھے اور لوگوں کے دلوں میں محبت کو اجاگر کرنے کے لیے اس کو موضوع بنایا۔

موج محمدي اندر پاتم، سارا سر الاهي
رحمت عالم بڻ ڪي آيا، ڏيندا جڳ گواهي
عرشون منزل بالا تنهن دي، جت اور نه پهت راهي
”روحل“ اشرف عالم اندر، بيشڪ ميڏا ماهي

جب ایمان کی تکمیل کی بات ہوتی ہے تو حقوق اللہ کو پورا کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ فقیر صاحب نے اس کو بھی اپنے کلام میں شامل کیا ہے اور لوگوں کے حقوق اللہ پورا کرنے کی تلقین کی ہے۔ اور دنیا کو بے کار اور خرافات میں شامل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وجود اور حاضر ناظر ہونے کو آپ نے اپنے کلام میں اہم ترین موضوع کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ظالم کو اس کے ظلم سے دور رکھنے اور اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف قائم کرنے کے لیے تاکہ وہ ظلم چھوڑ دے اور مظلوم وبے کس، نادار لوگوں کو یہ بتانے کے لیے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور وہ دیکھ رہا ہے۔ وہ ان کے دکھوں کا مداوا ضرور کرے گا۔ تاکہ ان کی دلجوئی بھی ہو سکے اور ان کا ایمان پختہ بھی ہو جائے۔

حوالہ جات

۱۔ مظہر جمیل، سید، مختصر تاریخ زبان وادب سندھی، مقتدرہ قومی زبان ۲۰۰۹ء، ص:۱۲۸

۲۔ لطف اللہ بدوی، کنڈڑی وارن جو کلام، جامشورو، سندھی ادبی بورڈ، ۲۰۰۶ء، ص:۱۰

۳۔ لطف اللہ بدوی، کنڈڑی وارن جو کلام، ص:۱۲

۴۔ ایضاً، ص۱۸

۵۔ ڈاکٹر محمد علی مانجھی، پروفیسر، صوفی شاہ عنایت شہیدء سندس سلسلی جاشاعر، ثقافت کاتو حکومت سندھ ۲۰۱۰ء، ص:۳۵۱

۶۔ لطف اللہ بدوی، کنڈڑی وارن جو کلام، ص:۸۹

۷۔ ایضاً، ص:۹۴

۸۔ ایضاً، ص:۸۷

۹. ایضاً، ص:۷۹

۱۰. ایضاً، ص:۸۸

۱۱. ایضاً، ص:۷۹

۱۲. ایضاً، ص:۸۶